© rasailojaraid.com

نظرات

عبادت گاہوں سے متعلق بل منظور

حال ہی میں پارلیمنٹ نے عبادت گاہوں کے تحفظ سے متعلق قانونی بل اتفاق رائے سے منظور کردیا۔ اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان میں ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو عبادت گاہوں کی جو پوزیشن تھی اُسے جوں کا توں برقرار رکھا جائے گا۔ بل کا اطلاق جموں و کشمیر پر نہیں ہوگا۔ بابری مسجد، رام جنم بھومی تنازعہ بھی اس بل کے دائرہ سے خارج ہوگا۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ حکمراں پارٹی کانگریس آئی کی طرف سے پیش کردہ اس بل پر ایوان میں زوردار بحث ہوئی۔ ایک طرف کانگریس آئی، جنتادل، نیشنل فرنٹ میں شامل پارٹیوں کے ممبران تھے۔ دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی اور شیوسینا جیسی فرقہ پرست پارٹیاں تھیں جن کے ممبران نے بل کی شدید مخالفت کی۔ وزیر داخلہ مسٹر ایس۔ بی چوان نے بل پیش کرتے ہوئے اسے ایک بروقت اقدام قرار دیا۔ اور کہا کہ اس بل کے ذریعہ اقلیتوں کے ذہن سے اپنی عبادت گاہوں کے متعلق خدشات دور کرنے میں مدد ملے گی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے اس بل کو اقلیتوں کی چاپلوسی بتایا۔ پارٹی کے لیڈر مسٹر ایل۔ کے اڈوانی نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا ایودھیا تنازعہ ۱۹۸۹ء سے پہلے کبھی چناؤ کا موضوع نہ تھا۔ اس معاملہ نے اُس وقت اہمیت حاصل کی جب سرکار شاہ بانو کیس کے سلسلہ میں کچھ لوگوں کے دباؤ کے آگے جھک گئی۔ اور پھر بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی سرگرمیوں کی وجہ سے اس معاملہ نے زور پکڑا ——— بھارتیہ جنتا پارٹی اور شیوسینا کے ممبر بل کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کرگئے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وزیراعظم مسٹر نرسمہاراؤ قابلِ مبارکباد ہیں کہ انھوں نے موجودہ سخت ماحول میں بھی عبادت گاہوں سے متعلق یہ بِل منظور کرالیا۔ یقینی طور پر یہ اقدام ان کی اعلیٰ خدمات میں شمار کیا جائے گا۔ گذشتہ کئی برسوں سے ہندو فرقہ پرست تنظیموں نے فرقہ پرستی کا جو ماحول بنا رکھا تھا۔ اس میں کانگریس کے تیار کردہ اس بِل کے پیش کیے جانے کے امکانات موہوم ہوگئے تھے۔ یہ بِل دراصل آنجہانی مسٹر راجیو گاندھی کی دین ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کانگریس اپنے وعدہ پر قائم رہی۔ اور مسٹر نرسمہاراؤ کے ہاتھوں اس اہم فریضہ کی تکمیل ہوئی۔ بِل پر بحث کے دوران میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے ذمہ داروں نے جو کچھ کہا۔ اس میں کچھ بھی نیا پن نہیں ہے۔ وہی گھسی پٹی باتیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ فرقہ پرستی کا حالیہ ماحول، مسٹر اڈوانی کی رتھ یاترا کی پیداوار ہے۔ انھوں نے ایک دو صوبوں کو چھوڑ کر تمام صوبوں میں رتھ یاترا نکالی۔ جہاں جہاں سے بھی یہ یاترا گذری بھارتیہ جنتا پارٹی شیوسینا اور وشو ہندو پریشد کے ہزاروں ورکروں اور دیہاتیوں نے اس کا استقبال کیا۔ اس رتھ یاترا کا واحد مقصد "ہندو عوام کی سیاسی حمایت" حاصل کرنا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی اس بار لوک سبھا میں ۱۱۵ ممبر لانے میں کامیاب رہی۔

رام مندر اور بابری مسجد کا تنازعہ بھارتیہ جنتا پارٹی، شیوسینا اور وشو ہندو پریشد اپنی سیاسی اغراض کے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہیں جس دن یہ مسئلہ ختم ہوجائے گا۔ انھیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ جہاں تک بابری مسجد ایکشن کمیٹی اور دوسری مسلم تنظیموں کا تعلق ہے، انھوں نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ اس تنازعہ میں انھیں عدالتی فیصلہ منظور ہے۔ ان تنظیموں کو ملک کے عدالتی نظام پر اعتماد ہے۔ اور وہ اس سے انصاف کی توقع رکھتے ہیں۔ کم از کم ایک عبادت گاہ کے متعلق غیر منقسم ہندوستان کی عدالتی تاریخ میں نظیر موجود ہے، وہ ہے لاہور کی مسجد شہید گنج، جسے عدالت نے گوردوارہ قرار دیا تھا۔ اُسے غیر منقسم ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے مان لیا تھا۔ اسی طرح بابری مسجد کے تنازعہ میں بھی تمام مسلمان الہ آباد ہائیکورٹ کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار تھے۔ اور تیار ہیں، لیکن یہ ہندو فرقہ پرست پارٹیاں ہیں، جو

© rasailojaraid.com